ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ابن صفی کے جاسوسی ناولوں میں مقصدیت اور فکری پہلو

Objectivity and Intellectual Aspects in Ibn Safi's Detective Novels

گلباز نوید، پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر صائمہ ارم، پروفیسر صدر شعبہ اُردو، شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Ibn Safi is the credit of detective literature. After reading all his novels, from a research point of view, the objectivity and intellectual aspects of his novels have been highlighted to make it clear that detective literature is not limited to entertainment activities only, but like literature. It is also not devoid of intellectual aspect. This article also proves that vulgarity and sexism are not necessary to develop literature.

Keywords: Ibn Safi, Literature, Entertainment, Fun, Profanity, Sexism, Hate Crimes, Peaceful Society, Patriotism.

ابن صفی نے جہاں اپنے ناولوں کے لیے جرائم، ڈکیتی، اندھے قتل، اسمگلنگ، اغواء، ملکی اثاثہ جات، قومی راز داری اور ملکی اہم تنصیبات کو موضوع بنایا وہی انہوں نے اپنے قارئین کے لیے کچھ مقاصد چھوڑے۔ کسی بھی فنکار کے شعور ولاشعور میں کچھ مقاصد ہوتے ہیں جن کے لیے وہ فن پارہ تخلیق کر رہا ہوتا ہے وہ مقاصد اُس کی اپنی ذات سے بھی وابستہ ہو سکتے ہیں اور قارئین سے بھی۔ کبھی تخلیق کار اپنے ذہن کا کتھارس کر رہا ہوتا ہے تو کبھی معاشرے کے لیے بطور داعی سامنے بن کر آتا ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ ہر تخلیق کے پیچھے قلم کار کے کچھ مقاصد ہوتے ہیں۔ معاشرے کی اصلاح کے لیے ڈپٹی نذیر احمد نے ناول لکھے۔ مراۃ العروس اُن کا پہلا ناول ہے اُن کے ناولوں میں اکبری اور اصغری کے کردار گھریلو زندگی، اولاد کی پرورش، مغرب کی بے جا اندھی تقلید وغیرہ سے بے زاری وغیرہ کی تبلیغ کی۔ اسی طرح راجندر سنگھ بیدی نے اپنا ذہنی کتھارس کیا اُن کے اندر تقسیم ہند کا غم کا لاوا جو بنا تھا انہوں نے جو غم دکھ دیکھتے اُن کو اپنے افسانوں کا حصہ بنایا۔

ابن صفی کے معاصرین کو دیکھا جائے تو اُس وقت جنسی بے راہ روی، کج روی، افسانوی ادب میں چھائی ہوئی تھی۔ اُس دور میں ابن صفی نے افسانوی ادب کے رخ کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ انہوں نے اُردو ناول نگاری کو ایک نئی جہت بخشی۔ ابن صفی کے ناول نگاری میں مقصدیت مندرجہ ذیل تھی۔

فحاشی سے پاک لٹریچر ادب:

ابن صفی سے قبل یا اُن کے معاصرین تخلیق کار جتنا ادب تخلیق کر رہے تھے اُس وقت جنسی، فحاشی کی ادب میں مار اماری تھی۔ سو کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اگر جنس نگاری کو ادب سے نکال دیا جائے تو وہ بھی لوگوں میں مقبول ہو پائے گا۔ ابن صفی نے اسے سچ کر دکھایا وہ ادب سے فحاشی کلچر کے سخت خلاف تھے وہ چاہتے تھے کہ ایک ایسا ادب تخلیق کیا جائے تو تفریحاتی سرگرمیوں کے علاوہ فحاشی سے پاک ہو۔ بقول مشتاق احمد قریشی کہ :

> ”انہوں نے اُردو ناول نگاری کے فن کو نئی راہ دکھائی۔ فحاشی اور لفظی غلاظت سے نجات دلا کر قلم کی حرمت کو بحال کیا اور اخلاقیات کو پابند کیا۔“ ۱؎

ابن صفی اپنے مضمون ”بقلم خود“ میں جنس نگاری کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

> ”پھر ایک دن ہوا کہ ایک ادبی نشست میں کسی بزرگ نے کہا: اُردو میں صرف جنسی افسانوں کی مارکیٹ ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا۔ میں نے کہا یہ درست ہے لیکن ابھی تک کسی نے بھی جنسی لٹریچر کے سیلاب کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ کسی طرف سے آواز آئی۔ یہ ناممکن ہے جب تک کوئی متبادل چیز مقابلے پر نہ لائی جائے۔۔۔۔ یہ قطعی ناممکن ہے۔“ ۲؎

ابن صفی نے اُس دن سے یہ بات ٹھان لی تھی کہ وہ ایسا ادب تخلیق کریں گے جو فحاشی سے بالکل پاک ہو اور رومانویت کو بھی قریب بھی بھٹکنے نہ دیا جائے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن صفی کے تمام ناول رومانوی قصّے کہانیوں سے پاک ہیں۔ اسی طرح جنس نگاری، فحش ادب بھی کہیں نہیں ملتا۔ ابن صفی کا کوئی بھی ناول اٹھا لیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اُسے میں عورتوں کے کردار ضرور شامل کیے گئے ہیں لیکن مجال ہے کہ مصنف نے کبھی اُن کرداروں سے پیار و محبت کی بات اگلوائی ہو۔ علی عمران ایک خوبصورت باشعور نوجوان ہے قابل بھی ہے اور خوبصورت بھی اس کے باوجود اس کے شانہ بشانہ کام کرنے والی جولیانا بھی خوبصورت دوشیزہ ہے کبھی بھی اُن دونوں کرداروں کو ایک دوسرے کے قریب ہرگز نہیں بھٹکنے دیا۔ اسی طرح تھریسیا علی عمران کی محبت میں دیوانی ہے لیکن علی عمران کو جہاں شادی سے نفرت ہے وہیں وہ تھریسیا کو کچھ بھی نہیں سمجھتا حالانکہ وہ ایک سامراجی طاقت زیرو لینڈ کی سب سے طاقتور شخصیت ہے اس کے باوجود علی عمران کی محبت کو ترستی ہی رہتی ہے۔ تیسرا بڑا اہم کردار روشنی کا ہے اُسے بھی جس پر فخر ہے اور اپنے حسن پر اتراتی پھرتی ہے لیکن یہاں بھی وہی صورتِ حال ہے عمران اُسے بھی گھاس نہیں ڈالتا۔ علی عمران کو شادی سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ ابن صفی نے اُس کا کردار ایسا پیش کیا ہے کہ اُسے شادی کے نام پر اُلجھن ہوتی ہے۔ ابن صفی کئی بھی اپنے صنفِ نازک کے کرداروں کے نازک اعضاء کی تصویر کشی کرتے دکھائی نہیں دیتے اور ناہی کبھی اُن کو اس انداز سے پیش کیا کہ اُن کے لفظوں سے اُن کے حسن کی عکاسی ہوتی ہو۔ البتہ حمید کا معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ وہ حسن پرست ضرور ہے لیکن اُس نے بھی کبھی قابلِ اعتراض حرکت نہیں کی ہے صرف اُس کے کردار میں مصنف نے مزاح کا پہلو برقرار رکھا ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ابن صفی کے ناولوں میں قاسم رضا کا کردار ہے۔ قاسم رضا کا کردار بھی بس فن و مزاح تک ہی عورتوں کا شائقین ہے۔ ابن صفی نے اپنے ناولوں میں کسی بھی کردار کو جنسی قربت عطا نہیں کی اور نہ ہی اُن کے حسن و جمال کو موضوعِ بحث بنایا اور ناہی اُن کی خوبصورتی کے گیت گائے ہیں۔

روشنی ابن صفی کے ناولوں کا ایک بہت اہم کردار ہے۔ روشنی کے متعلق خاکہ نگاری شاید اس سے زیادہ کہیں بھی بیان نہیں کی گئی۔

> ”روشنی ایک اینگلو برمیز عورت ہے۔۔۔ کبھی لڑکی بھی رہی ہوگی لیکن اب یہ بات بہت پرانی ہو چکی ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب سنگاپور پر جاپانیوں نے بمباری کی تھی اور جدھر جس کے سینگ سمائے تھے بھاگ گیا۔ روشنی چودہ سالہ ایک لڑکی تھی اور اس کا باپ سنگاپور کا ایک تاجر تھا۔“ ۳

مصنف نے روشنی کا اس سے زیادہ حلیہ بیان نہیں کیا اور ناہی اس کے اعضاء کی تصویر کشی کی ہے۔ اسی طرح ابن صفی کے ناولوں کی مرکزی ہیروئن جولیانا فٹز وائر ہے جو علی عمران کے بہت قریب ہے اور علی عمران بطور ایکس ٹو کے تمام پیغامات وصول کرتی ہے اور اسے علی عمران کے قریب ترین ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ یہ بطور ایکس ٹو کے نائب کے طور پر فرائض منصبی سرانجام دیتی ہے۔

> ”جولیانا فٹز وائر جو نسلاً سوئیس تھی ہمیشہ اطالوی گیت گایا کرتی تھی۔ اسے اطالوی موسیقی بہت پسند تھی لیکن جب اسے اپنے پُراسرار آفیسر ایکس ٹو کا فون ریسیو کرنا پڑتا تھا تو اُسے گھنٹوں اطالوی کیا سوئیس گیت بھی یاد نہیں آتے تھے۔“ ۴

ابن صفی کے ناولوں میں جہاں تک بندہ ناچیز کا مطالعہ تھا جو جملہ سب سے زیادہ جمالیاتی حسن پرستی پر مبنی تھا۔

> ”یہ بڑی متناسب الاعضاء لڑکی تھی۔ صورت و شکل کی بُری نہیں تھی۔ شاید فطرتاً شریلی بھی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ عرفِ عام میں سمارٹ ہونے کے باوجود بھی اس میں نسوانیت کی جھلکیاں ملتی تھیں۔“ ۵

اسی طرح ابن صفی کے ناول ”شیطان کی محبوبہ“ میں حمید ایک لڑکی پر مرمٹتا ہے جس کی ابن صفی کچھ اس طرح تصویر کشی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

> ”ویسے وہ عورت اتنی ہی پرکشش تھی کہ حمید نے قدیم شاعری کے عاشقوں کی طرح اپنے لیے گور و کفن کا تذکرہ مناسب سمجھا۔ اس کی عمر پچیس اور تیس کے درمیان ہو گی۔ متناسب الاعضا تھی اور سیکس اپیل کرنے والے خدوخال کی مالک تھی۔ اس کی آنکھوں میں اتنی شوخی تھی کہ وہ سکوت کے عالم میں بھی بولتی ہوئی سی لگ رہی تھی۔“
>
> ۶

ابن صفی کے ہاں اس سے زیادہ حسن پرستی اور جمالیات کی اجازت نہیں ہے بس یہاں پر ہی وہ قصّہ تمام ہو جاتا ہے جس کا وہ ناول لکھنے سے پہلے وعدہ کر چکے تھے کہ وہ ایسا ادب تخلیق کریں گے جس میں جنس پرستی تو دور کی بات جمالیاتی قدروں اور رومانوی صلاحیتوں کو بھی قریب بھٹکنے بھی نہیں دیا جائے گا۔

محب الوطنی:

ابن صفی کے اندر وطن سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے وہ قلم کے ذریعے جہاد کرتے دکھائی دیتے ہیں وہ ہمیشہ اپنے ملک کو پوری دُنیا سے بالاتر دیکھنا چاہتے ہیں وہ کبھی پاک فوج اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو خراجِ تحسین پیش کرتے دکھائی دیتے ہیں وہ خفیہ ایجنسیوں کے کارنامے بیان کر کے اُن کے جذبات اور

حوصلے بلند کرتے دکھائی دیتے ہیں۔اُن کے ہر ناول میں کوئی نہ کوئی ایسا عنصر ضرور ملتا ہے جو وطنیت اور قومیت کے پہلو کو اپنائے ہوئے ہوتا ہے۔ابن صفی کے ناولوں کے ہیرو قومی اداروں کے ہی ہیرو ہیں چاہے کرنل آفریدی ہو یا کیپٹن حمید دونوں کے کردار محب الوطنی سے بھرپور ہیں۔یہ کردار کبھی بھی اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے اور ہمیشہ ہر مشکل و مصیبت کو سر خم تسلیم کرتے ہوئے اگلی صفوں میں لڑتے دکھائی دیتے ہیں۔اسی طرح علی عمران کا کردار جہاں ہنسی و مذاق کے ذریعے اپنے قارئین کو ہنساتا اور مسکراتا رہتا ہے وہیں علی عمران کو ملک دشمن عناصر کے ساتھ بر سر جنگ دکھائی دیتا ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے حالات و واقعات کے بعد جب تحریک پاکستان عروج پر تھی تو اُس وقت ابن صفی محسوس کرتے تھے کہ کاش امتِ مسلمہ میں بھی کوئی کرنل آفریدی ہو یا کردار اُن کے خوابوں کا عکاس ہے شاید انہوں نے کرنل آفریدی کا کردار قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے متاثر ہو کر تشکیل دیا تھا۔بہر حال کرنل آفریدی کی صورت میں ابن صفی اپنے محب الوطنی کے جذبہ کو پیش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔کرنل آفریدی خفیہ بلیک فورس کا ایک ممبر ہے پھر ترقی پا کر کرنل کے عہدہ پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ ملک دشمن مجرم ''جیرالڈ شاستری'' کو ٹھکانے لگاتا ہے۔جیرالڈ شاستری ابن صفی کا ایک طاقتور منفی کردار ہے۔جو حاضر دماغ بھی ہے اور عقل مند بھی۔موقع کی مناسبت سے چلنے والا یہ شخص ہر طرح سے وطن عزیز کے درپے ہے لیکن کرنل آفریدی کی ذہانت و عقل مندی اور بہادری کے سامنے پر کچھ بھی نہیں تھا۔کرنل آفریدی آخر کار اس خطرناک قسم کے جاسوس کو ٹھکانے لگا دیتے ہیں۔کرنل آفریدی کو ابن صفی کے ناول ''جنگل کی آگ'' میں جیرالڈ شاستری کو کیفر کردار پر پہنچانے کی خوشی میں اعزازی کرنل کی ترقی ملتی ہے۔

ابن صفی نقلی کرنسی،لاشوں کے سوداگر،ناول اسمگلنگ اور نیلی روشنی میں ملک کے اندر کرپشن اور اسمگلنگ جیسے جرائم کو بے نقاب کرتے دکھائی دیتے ہیں اُن کے نزدیک اسمگلنگ غداری کے ضمرہ میں ہی آتا ہے۔اسی طرح ابن صفی کا ناول ''سبز لیو۔۔۔کنگ چانگ دہشت گرد۔زرد فتنہ اور گیارہواں زینہ بھی ابن صفی کی محبت الوطنی کی عمدہ مثال پیش کرتے ہیں۔ابن صفی کے ناول ''تین سنکی'' اور ''ایش ٹرے ہاور'' میں صہونی طاقتوں کو بے نقاب کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ کس طرح اسلامی ریاست کے اندر انتشار پھیلانا چاہتے ہیں اور اُن کے ناپاک پلید ارادوں کو اپنے ناولوں کے ذریعے اُن سے پردہ چاک کیا ہے۔

قانون کی بالادستی:

ابن صفی کے ناولوں کا اگر مرکزی خیال ''قانون کی بالادستی'' کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔وہ چاہتے ہیں کہ معاشرے میں سب لوگ قانون کا احترام کریں۔لوگوں سے جینے کا حق نہ چھینے اگر کسی معاشرہ میں قانون کی حکمرانی ہوگی تو وہاں امن کی فضاء قائم ہوگی اگر اس حوالے سے دیکھا جائے تو ابن صفی ایک ایسے معاشرے کی تشکیل دینا چارہے ہیں جہاں امن و چاشنی ہو پھر سادات کا پہلو نکلتا ہے کہ قانون سب کے لیے برابر ہے۔ابن صفی معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے اسے جہاد سمجھتے ہیں۔ انہوں نے جرائم کی مختلف اقسام بیان کی ہیں انہوں نے جرم سے نفرت کرنا سکھایا۔ قانون کے احترام کے حوالے سے ابن صفی اپنے نظریات ناول ''لاش کا بلاوا'' میں بیان کرتے ہیں۔ایک مکالمے میں کہتے ہیں کہ :

> ''میں کہتا ہوں اگر تم قانون کو ناقص سمجھتے ہو تو اجتماعی کوششوں سے اسے بدلنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے اگر اس کی ہمت نہیں ہے تو تمہیں اس قانون کا پابند رہنا پڑے گا۔'' ۷

بقول ابن صفی:

> ''آدمی میں جب تک قانون کا احترام نہیں ہوگا تب تک سڑکوں پر خون بہتا رہے گا۔دنگا فساد ہوتا رہے گا۔میرا مشن ہے کہ آدمی قانون کا احترام کرنا سیکھے اس لیے میں نے جاسوسی ناول لکھنے کی راہ منتخب کی۔۔۔۔میرا آئیڈیل کردار آفریدی ہے جو خود بھی قانون کا احترام کرتا ہے اور دوسروں سے بھی قانون کا احترام کرنے کے لیے اپنی زندگی تک داؤ پر لگا دیتا ہے۔'' ۸

ابن صفی کے سارے کے سارے ناول قانون کی حکمرانی اور محب الوطنی کو ہی پروان چڑھاتے دکھائی دیتے ہیں۔ابن صفی کے ہاں ماحول کو ذرا خوشگوار رکھنے کے لیے لطیف سا مزاح بھی ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے تاکہ قارئین بوریت کے عنصر سے بچے رہیں۔ابن صفی نے علاقائی، قومی اور بین الاقوامی جرائم پر ناول نگاری کی ہے۔ کبھی کبھی دہشت گردی اور بین الاقوامی تخریب کاری کو بھی موضوع سخن بناتے دکھائی دیتے ہیں۔انہیں انسانیت سے محبت ہے وہ ہمیشہ انسانیت کی قدر کرنے کا درس دیتے ہیں۔ابن صفی مجرموں سے ہمدردی کے جذبات بھی رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیچھے ضرور کچھ ایسے محرکات ہیں۔جن کی بدولت ہی جرم کی دُنیا میں آئے۔جرائم رونما ہونے کے متعلق ابن صفی کچھ یوں فرماتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"مستقبل سے مایوسی غلط فہمی کی پیداوار ہے اور آدمی کو جرائم کی طرف لے جاتی ہے۔ مستقبل سے مایوس ہو کر یا تو آدمی جرائم کرتا ہے یا پھر کسی ایسے کرنل آفریدی کی تلاش میں ذہنی سفر کرتا ہے جو قانون اور انصاف کے لیے بڑے سے بڑے چہرے پر مکا رسید کر سکے اور یہی ہیروازم کی کہانیوں کو جنم دیتی ہے۔" ۹

ابن صفی یہاں جرم کی پیداوار کے متعلق کچھ فلسفیانہ پہلو اپنائے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جرم دراصل مایوسی کی پیداوار ہے جب انسان اپنے آنے والے کل کے متعلق خود کو محفوظ تصور نہیں کرتا تو جرم رونما ہوتے ہیں۔انسان معاشرتی جانور ہے اور اسے قانون ہی تہذیب یافتہ بناتا ہے۔ابن صفی پر اگر خارجی اثرات دیکھے جائیں تو وہ زیادہ اثر پذیر دکھائی دیتے ہیں وہ سامراجی اور طاقت کی جنگ دیکھ چکے تھے۔انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے خون ریزی ہوتے دیکھی وہ نہیں چاہتے کہ کوئی بھی معاشرہ اسی قتل وغارت کی بھینٹ چڑھے۔لہٰذا انہوں نے اس نیک مقصد کے لیے قلم کو وسیلہ ظفر بنایا۔

فاشزم اور سرمایہ داری کے خلاف اعلان جنگ:

ابن صفی جہاں امن پسند معاشرہ چاہتے ہیں وہی اُن کے ناول فاشزم اور سرمایہ داری کے خلاف اعلان جنگ پیش کرتے ہیں وہ غریب کے استحصال اور سرمایہ دارانہ سسٹم کے خلاف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ معاشرے میں طبقاتی تقسیم کی بڑی وجہ دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ہے۔طاقتور کا طاقتور ہوئے جانا اور کمزوروں کو غلام بنا لینے کی رسم صرف ناشرم اور دُنیا میں طاقت کے نشے کے بل بوتے پر ہے۔

دُنیا میں فاشزم اور طاقت کا نشہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔دوسری جنگ عظیم میں کس طرح دُنیا کے طاقتور ملک ایک دوسرے کو روندتے جا رہے تھے اور برصغیر کے غریب عوام بلاوجہ اُس ظلم کا نشانہ بن رہے تھے جس میں اُن کا کوئی لینا دینا بھی نہیں تھا۔دوسری جنگ عظیم دراصل دُنیا کے طاقتور ممالک کے درمیان تھی اور برصغیر کے لوگوں کو محض تاج برطانیہ کے امدادی کے طور پر دیکھا جاتا رہا جس کے اثرات برصغیر کے باسیوں کو بھگتنا پڑھے۔شاہو کارانہ سسٹم ہندوستان کے اندر سامراجی نظام اور ذات پات جیسی لعنت سے ابن صفی بے زار دکھائی دیتے ہیں۔ایسے تمام ماحول انہیں قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا تھا۔جرائم کے پس پردہ وہ فاشزم اور بے جا طاقت کا نشہ قرار دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ معاشرہ اس وقت پروان نہیں چڑھ سکتا جب تک دوسری برائیوں کی طرح ان کے خلاف بھی اعلان جنگ کیا جائے۔مشتاق احمد قریشی یوں فرماتے ہیں:

"(اگر میں یوں کہوں کہ ابن صفی ترقی پسند ادیبوں کے گھر کے بھیدی تھے تو غلط نہ ہو گا اس کے بعد ہی اُن سے علیحدگی اختیار کی تھی شاید یہی وجہ تھی کہ تمام ہی نام نہاد ترقی پسند ادیب انہیں اپنے لیے خطرہ سمجھتے تھے)ابن صفی نے دل کھول کر سرمایہ داری اور فاشزم کے خلاف اپنے پیش رسوں میں اور ناول میں لکھا ہے وہ سوشلزم کو بھی انسانیت کی نجات کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے وہ اللہ کی حاکمیت کے قائل تھے وہ اپنے ایک پیش رس میں لکھتے ہیں کہ میں تو اللہ کی ڈیکٹیٹرشپ کا قائل ہوں اس میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی کہ جتنے پک کا نشہ ہوا ویسا ہی بیان داغ دیا آپ بھی کسی ازم وزم میں پڑھنے کی بجائے اسلام کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔" ۱۰

ترقی پسند ادیبوں کے ساتھ ابن صفی کا کافی میل ملاپ تھا اور وہ ترقی پسند ادیبوں سے بڑھ کر ترقی پسندیدیت کے نظریات کو تسلیم کیا تھا بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا وہ ترقی پسند ادیبوں سے بھی بڑھ کر دولت کی مساویانہ تقسیم کے قائل تھے۔

ابن صفی کے اکثر ناولوں میں زیرو لینڈ اور صیہونی طاقتوں کا ذکر ملتا ہے۔ابن صفی ہمیشہ ان کے خلاف اعلان جنگ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔زیرو لینڈ محض ایک فرضی نام ہے یہ دراصل معاشرے میں وہ طاقتور لوگوں کا گروہ ہے جو دُنیا کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتا ہے۔غریب ممالک کو اپنے قبضے میں لانا چاہتا ہے اُس کا مقصد ہے دُنیا ہماری غلام ہو وہ طاقت کے نشے میں ایسے جدید سائنسی تجربات کرتے دکھائی دیتے ہیں جس سے کرہ ارض کا وجود خطرے میں پڑھ سکتا ہے جیسا کہ ایٹم بم و دیگر بین البر اعظمی میزائل، کیمیکل ہتھیار اور حیاتیاتی جان لیوا وائرس وغیرہ یہ سب زیرو لینڈ کی ایجادات ہیں۔زیرو لینڈ سے مراد آج کل کا کوئی بھی طاقتور ملک سمجھا جا سکتا ہے جو بین الاقوامی سطح پر غنڈہ گردی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔اسی طرح یہودی جو فلسطین پر ناجائز قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے ظلم وستم ابن صفی اپنے مخصوص انداز میں پیش کرتے ہیں۔منی لانڈرنگ اسمگلنگ اور دولت کی غیر مساویانہ تقسیم اور ناجائز دولت کے نشے ابن صفی کے ناولوں کا موضوع رہے ہیں۔

سیر وتفریح:

ابن صفی کے ناولوں کاایک بڑامقصد تھکے ہوئے ذہنوں کوراحت پہنچاناہےاور حقیقت میں ادب کی تعریف بھی اسی ضمرے میں آتی ہے۔ قاری کے لیے خوش کن احساس تحریروں کے ذریعے انہیں تفریحاتی ماحول مہیا کرناابن صفی کاایک بڑامقصد رہاہے۔اُن کے ناولوں کوپڑھنے کے بعد یوں لگتا ہے جیسے آج کسی پہاڑی علاقے کی سیر کی ہے کبھی ایسامحسوس ہوتاہے جیسے کسی جزیرے کو گھوم پھر کرآئے ہوں۔دُنیا کے مختلف ممالک اور جزیروں کی سیر ابن صفی کراتے نظرآتے ہیں۔خطرناک جنگلوں کی بودوباش اور رہن سہن بیان کرتے ہیں۔اسی طرح ساحلی پٹی کی زندگی سمندری حیات کاذکران کی تحریروں میں عام ملتاہے۔اُن کاناول پڑھتے ہوئے یوں احساس ہوتاہے جیسے کسی علاقے کی بندہ سیر کررہاہو۔

ابن صفی اپنے ناولوں کی مقصدیت کے حوالے سے الف لیلیٰ ڈائجسٹ،جولائی ۱۹۷۲ءمیں لکھتے ہیں کہ :

”تھکے ہوئے ذہنوں کے لیے صحت مند تفریح مہیا کرنے کی کوشش کرتاہوں۔کچھ نہ کچھ پڑھتے رہنے کی عادت ڈلوائی ہے۔برصغیر میں فنڈنگ لائبریریوں کارواج میرے بعد ہی ہواہے۔انہی لائبریریوں میں ادب العالیہ بھی کھپ جاتاہے۔“ ۱۱

اُردوناول کاایک بہت ہی اہم جزومکالمہ بھی ہوتاہے۔مکالمہ نگاری دومختلف قسم کے کرداروں کے درمیان بات چیت کوکہتے ہیں یہ کردار ہم جنس بھی ہوسکتے ہیں۔ہیرواور منفی کردار کے درمیان بھی مکالمہ بازی ہوسکتی ہے۔مکالمہ نگاری کے ذریعے تخلیق کاراپناپیغام قارئین تک پہنچاتاہے اور اکثر تخلیق کار ہیروکرداراسے ہی اپنا مقام جاری کرتاہے۔ابن صفی کومکالمہ نگاری پر خاص دسترس حاصل ہے اور وہ اپنے ہیروکردار جواُن کاپسندیدہ کردار ہے وہ کرنل آفریدی کاہے۔کرنل آفریدی کاکرداراایک سنجیدہ کردارہے۔حکمت ودانش مندی کی باتیں ابن صفی اس کردار سے کرواتے دکھائی دیتے ہیں۔مکالمہ جتنا شاندار ہوگا۔ناول اُس قدر ہی زیادہ پسندیدہ ہوگا۔مکالمہ لکھتے وقت مصنف کاعمیق مشاہدہ بہت اہمیت کاحامل ہوتاہے اور وہ اپنے گہرے مشاہدہ کی بناءپراپنے مکالمہ میں کرداروں کی چھوٹی چھوٹی اور معمولی سی حرکات کوبھی مکالمے کاحصّہ بناتاہے جس سے تصویر میں رنگ بھراجاتاہےاوریوں محسوس ہوتاہے جیسے کوئی کہانی سکرین پرچل رہی ہو۔

ابن صفی کی مکالمہ نگاری میں ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ وہ جس طرح کے کردار سے بات چیت کررہے ہوتے ہیں وہ اُسی کالہجہ بھی اختیار کرتے ہوئے عملی طورپراُسی کے اندازِ بیان میں تحریر کرتے ہیں۔مثلاًپٹھانوں کااُردوبولنے کااپنالہجہ ہے۔اسی طرح انگریزوں کااُردوبولنے کاایک مخصوص لہجہ ہے لہٰذاانہوں نے اپنے مخصوص لہجے میں ہی بات چیت کرنی ہوتی ہے۔ابن صفی نے اپنے مکالموں میں زبان ومکان اور علاقیت کے اعتبار سے لب ولہجہ اختیار کیاہواہے۔

عمران اور چوکیدار کے درمیان مکالمہ ملاحظہ فرمائیے:

”مافی دیوساب!اس نے دانت نکال دیے۔۔۔ہنستارہا۔۔۔پھربولا۔ہم سمجھا۔۔۔شیطان بچہ لوگ ہے۔ادھر بہوت آتا۔۔۔امرودوں پرپتھر چلاتا!کوئی بات نہیں۔۔۔کوئی بات نہیں!عمران سرہلاکربولا۔بس خیرت بتا جاؤ۔خوساب!پٹھان چوکیدار یک بیک نہ صرف سنجیدہ ہوگیابلکہ مضحکہ خیز طورپر مضموم بھی نظرآنے لگا۔۔۔تھوک نگل کرپھربولا”خو۔ساب بیگم ساب!جانتیں ہے!بی جی اجی ڈاکٹرکولایا۔کل بھی لایاتھا۔“ ۱۲

زیربحث اقتباس میں ابن صفی نے ایک مخصوص لہجہ اختیار کیاہے۔یہ لہجہ پٹھانوں والا ہے چوکیدار پٹھان ہے جہاں لفظ ”معافی“ ہوناتھاوہاں ”مافی دیو“ صاحب کوساب استعمال کیاہے۔ابن صفی اپنے کرداروں کومخصوص رنگ دینے کے لیےاُن کاآبائی وعلاقائی لہجہ اختیار کرتے دکھائی دیتے ہیں جس کی بناءپروہ کرداراور مکالمہ زیادہ رنگین دکھائی دیناشروع ہوجاتاہے۔

اسی طرح ابن صفی کاایک نوکر ”جوزف“ ہے جوسیاہ فام ہے اُسے اچھی اُردوبولنی نہیں آتی۔ابن صفی جب اُس کامکالمہ بیان کرتے نظرآتے ہیں تووہ ایسی اُردو تحریر کرتے ہیں جس طرح کی اُردوعام طورپرانگریز بولیں توبولی جاتی ہے۔بالکل وہی انداز اور اسٹائل اپناکربولتے دکھائی دیتے ہیں جومکالمہ بازی میں ایک خوش کن احساس پیدا کرتے ہیں۔

ابن صفی کومکالمہ بازی پرخاص دسترس حاصل ہے وہ مکالمہ بازی میں رموزواوقاف کاوسیع تراستعمال کرتے ہیں اور رموزواوقاف کی مدد سے نہایت خوش اسلوبی سے کرداروں کے مابین بات چیت کراتے دکھائی دیتے ہیں۔مناسب ٹھہراؤ،استعجائیہ اسٹائل،کومہ جات کااستعمال کرکے قاری تک جیتی جاگتی تصویریں بناکرپیش کر دیتے ہیں۔

”طرب داراور شہباز کے درمیان مکالمہ ملاحظہ فرمائیے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

قریباً پندرہ بیس منٹ تک چلتے رہنے کے بعد شہباز رکا تھا اور ایک اونچے سے درخت کی گھنی شاخوں میں نظر دوڑانے لگا تھا۔۔۔۔

”حیرت ہے۔۔۔۔!“ وہ بالآخر بولا۔

”کیا نہیں ہیں۔۔۔۔؟ طرب دار نے پوچھا۔

شہباز نے اس کی طرف دیکھ کر منفی جنبش دی۔“ ۱۳

مختصر ابن صفی کو مکالمہ نگاری پر مکمل گرفت حاصل ہے اور شاندار وضاحتی مکالمے پیش کیے ہیں جن کو پڑھ کر سمجھنے کے لیے قارئین کو دماغ پر زور دینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی اور باآسانی قاری وہ مطلب سمجھ لیتا ہے جو ابن صفی اپنے قارئین کو بات بتانا چاہتا ہوتا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ مشتاق احمد قریشی، ابن صفی کون؟، (کراچی: نئے اُفق گروپ آف پبلی کیشنز، س۔ن)، ص: ۵۴

۲۔ محمد فیصل، ابن صفی: شخصیت اور فن (پاکستانی ادب کے معمار)، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۷ء)، ص: ۵۲

۳۔ ابن صفی، بھیانک آدمی، (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، 15 فروری 1956ء)، ص: ۹

۴۔ خرم علی شفیق، رانا پیلس ابن صفی، (کراچی: فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، 2011ء)، ص: ۱۵۲

۵۔ ابن صفی، ڈیڑھ متوالے، (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، 21 اکتوبر 1963ء)، ص: ۲۸۳

۶۔ ابن صفی، شیطان کی محبوبہ، (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، 15 مئی 1957ء)، ص: ٦٦

۷۔ ابن صفی، لاش کا بلاوا، (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، 13 جولائی 1958ء)، ص: ۳۵

۸۔ ابن صفی، دلیر مجرم، (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، 1952ء)، ص: ۲٦

۹۔ مشتاق احمد قریشی، ابن صفی کون؟، ص: ۲۰۴

۱۰۔ ابن صفی، ”بقلم خود“، مشمولہ، الف لیلٰہ ڈائجسٹ، جولائی ۱۹۷۲ء

۱۱۔ مشتاق احمد قریشی، ابن صفی کون؟، ص: ۱۲۸

۱۲۔ ابن صفی، ڈاکٹر دُعا گو جلد نمبر ۳۴، (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، مارچ 1965ء)، ص: ۹

۱۳۔ ابن صفی، جنگل میں منگل، (لاہور: اسرار پبلی کیشنز، 25 جولائی 1975ء)، ص: ۱۹۱